OPEN ACCESS **RUSHD** **(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)** **Published by:** ***Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.***	**ISSN (Print): 2411-9482** **ISSN (Online): 2414-3138** ***July-Dece-2023*** **Vol: 4, Issue: *2*** **Email:** journalrushd@gmail.com **OJS:** https://rushdjournal.com/index

Dr. Hafiz Muhammad Yunus[1]

Dr. Faraz Ul Haq[2]

قرآن وسنت میں اسالیبِ تحریم کا تحقیقی مطالعہ

A Research study of prohibition methods in holy Qur'an and Sunnah

Abstract

Permissible things, referred to as "Halal" in Arabic, and prohibited things, known as "Haram," are clearly delineated in Islamic texts. However, hadiths also state that there are definitive boundaries between Halal and Haram, and actions within these margins are deemed Haram or prohibited. Therefore, it's crucial to comprehend how prohibition is articulated, including the terminology used to signify forbiddance. This paper outlines methods indicating prohibition, such as variations of the word "haram," words prefixed with 'la,' such as "la," or terms used to deter and dissuade actions, or those describing the worldly or afterlife consequences of an act. Moreover, actions declared as reprehensible or sinful are also elucidated. These methods are

1 Visiting Faculty NED University Karachi

2 Assistant Professor, Department of Essential Studies, NED University of Engineering & Technology, Karachi, Pakistan

commonly employed in the Quran and Sunnah. The Holy Quran commands to combat those who do not believe and fail to prohibit what Allah has declared forbidden.

Key Words: Haram, Prohibited things in Islam, Method of prohibition, Usool Fiqh

دینِ اسلام میں حلال و حرام کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے بلکہ ایک حدیث میں واضح الفاظ میں اس بات کا بیان ہوا ہے کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔[1] قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے خلاف قتال کا حکم ہے جو ایمان نہ لائیں اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حرام نہ کریں۔[2] کافر قوم کی یہ خصلت بیان کی گئی کہ وہ اپنی مرضی سے کسی چیز کو کبھی حلال کر لیتے تو اگلے سال حرام کر لیتے اس عمل پر ان کی مذمت کی گئی اور فرمایا کہ کافروں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا۔[3] ایک مقام پر کافروں کو اپنی مرضی سے حلال یا حرام قرار دینے سے روکا۔[4] زیر نظر مضمون میں صرف حرمت کے بیان پر دلالت کرنے والے الفاظ، کلمات یا اسلوب جن سے قرآن وسنت حرمت کو ثابت کیا گیا ہے، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

---

[1] البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، (دار طوق النجاة: الطبعة الأولى، 1422ھ)، رقم الحديث: 52

Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al-Bukhari al-Ja'fi, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Iman, Bab Fadl Man Istabra'a Ladeenihi, (Dar Tuq al-Najat al-Tiba'a al-Ula, 1422 H), Raqam al-Hadith: 52, vol.1, p. 20.

مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب المساقاة، (بيروت: دار إحياء التراث العرب، س-ن)، رقم الحديث: 1599

Muslim bin al-Hajjaj Abu al-Hasan al-Qushayri al-Nisaburi, Sahih Muslim, (Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi,) Kitab al-Musaqat, Raqam al-Hadith: 1599

[2] القرآن الكريم، 9: 29

Al-quran, 9:29

[3] القرآن الكريم، 9: 39

Al-quran, 9: 39

[4] القرآن الكريم، 16: 116

Al-quran, 16: 116

ا۔ پہلا اسلوب: حرمت سے مشتق الفاظ کا استعمال

قرآن وسنت میں کسی معاملے کے بارے میں صراحت کے ساتھ یہ عبارت آئی ہو کہ اسے حرام کر دیا گیا ہے، یہ اس معاملے کی حرمت کے لیے بالکل واضح ہے۔

مثالیں:

ذیل میں اس صیغہ تحریم کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں تا کہ اس صیغے کے استعمال کی حیثیت و نوعیت بالکل واضح ہو جائے۔

پہلی مثال:

قرآن کریم میں محرم رشتوں کا بیان یوں ہوا ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَاۗىِٕكُمْ وَرَبَاۗىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۡ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۡ وَحَلَاۗىِٕلُ اَبْنَاۗىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾[1]

"تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہو۔ ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا نکاح ہو چکا ہو اور اکٹھے رہ چکے ہوں ورنہ اگر تعلق زن و شوہر نہ ہوا ہو تو پھر تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں اور یہ بھی تم پر حرام کیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا، اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

---

[1] القرآن الکریم، 4: 23

Al-quran, 4: 23

دوسری مثال:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَي النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[1]

”تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سوّر کا گوشت، وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر مشہور کیا گیا ہو، جو گلا گھٹ کر مر گیا، چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر مر گیا، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے درندے نے پھاڑا ہو۔ سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا ہو، اور وہ کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو، حرام ہے اور یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں (فال نکالنے) کے ذریعے سے اپنی قسمت معلوم کرو۔ یہ تمام کام گناہ ہیں۔ آج کافروں کو تمہارے دین کی طرف سے پوری مایوسی ہو چکی ہے، لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا (لہٰذا حرام و حلال کی پابندی کرو،) البتہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر کوئی چیز کھا لے، بغیر اس کے کہ گناہ کا خیال اس کے دل میں ہو۔ تو بیشک اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں کچھ چیزوں کی حرمت کا بیان ہے اور اس حرمت کے ثبوت کے لیے جو صیغہ استعمال کیا گیا ہے وہ لفظ ”حرمت“ فعل ماضی مجہول واحد مونث استعمال ہوا ہے جس کا معنی یہ ہے مذکورہ چیزیں حرام کر دی گئیں جبکہ اس مسئلے کے بارے میں سورۃ البقرۃ میں اسی مادہ ”حرام“ کا فعل ماضی معلوم واحد مذکر کا صیغہ استعمال ہوا جس کا معنی اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا۔[2] دونوں مقامات میں حرمت کا بیان ہوا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ

---

[1] القرآن الکریم، 5: 23

Al-quran, 5: 23

[2] القرآن الکریم، 2: 173

کرتے ہوئے سورۃ الانعام آیت 119 میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ حرام کردہ چیزوں کو تفصیل سے بیان کر دیا الا یہ کہ جو مجبور کر دیا گیا ہو۔

تیسری مثال:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْــًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًاۚوَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍۚ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾[1]

”(لوگو) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں (ان کے لیے اللہ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا، ماں باپ سے برا سلوک نہ کرنا، مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمہیں اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ ظاہر یا چھپا کر بے حیائی کے کام نہ کرنا اور کسی ایسے شخص کو جس کو قتل کرنا حرام ہے ہرگز قتل نہ کرنا۔ مگر جس کا شریعت حکم دے۔ ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔“

قرآن کریم میں اس کی مزید مثالیں بھی موجود ہیں جن میں امور کا تذکرہ ہوا ہے جنہیں شریعت نے حرام کر دیا اور حرمت کے بیان کے لیے مادہ حرم کے مشتقات کا استعمال ہوا ہے۔[2]

حدیث سے مثال:

"كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ"[3]

Al-quran, 2: 173

[1] القرآن الكريم، 6: 156

Al-quran, 6: 156

[2] القرآن الكريم, 2: 275، 5: 96، 7: 32، 33، 157، الاسراء: 33، النور: 3، الفرقان: 68۔

Al-quran, 2: 275, 5: 96, 7: 32

[3] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأداب، رقم الحديث: 2564

Muslim bin al-Hajjaj Abu al-Hasan al-Qushayri al-Nisaburi, Sahih Muslim, Kitab al-Birr wa al-Silah

شراب کی حرمت کے لیے[1]، مردار، شراب، خنزیر اور بتوں کی حرمت کے لیے[2]، والدین کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ در گور کرنے کی حرمت کے لیے[3]، گھریلو گدھوں کی حرمت[4]، اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے بھی وہی رشتے حرام کے جو نسب سے کیے،[5] ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام کے لیے[6] یہی تعبیر استعمال ہوئی ہے۔

۲۔ دوسرا اسلوب: النهي

تمام صیغوں میں سب سے بنیادی حیثیت نھی کے صیغے کی ہے اس لیے اکثر علماءِ اصول فقہ نے تحریم کی بحث نھی کی بحث کے ضمن میں کی ہے۔

نھی کی لغوی بحث میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لغت میں نھی کا معنی منع کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے "نهاه عن كذا" أي منعه اسی لیے عقل کو بھی نهية کہا جاتا

wa al-Adab, Raqam al-Hadith: 2564

[1] البخاري، صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب لا يجوز الوضوء بالنبيذ، ولا المسكر رقم الحديث: 242

Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al-Bukhari al-Ja'fi, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Wudhu, Bab La Yajooz al-Wudhu bil-Nabeez, wa la al-Muskir, Raqam al-Hadith: 242

[2] ايضا،كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، رقم الحديث: 2236

ibid, Kitab al-Buyu', Bab Bay' al-Maytah wa al-Asnam, Raqam al-Hadith: 2236

[3] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،كتاب في الاستقراض، باب ما ينهى عن إضاعة المال، رقم الحديث: 2408

Muhammad bin Ismail, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Istiqraad, Bab Ma Yunha 'An Ida'at al-Maal, Raqam al-Hadith: 2408, 3/120.

[4] ايضا، كتاب الذبائح والصيد، باب لحوم الحمر الإنسية، رقم الحديث: 5527

ibid, Kitab al-Dhaba'ih wa al-Sayd, Bab Luhum al-Humr al-Insaniyah, Raqam al-Hadith: 5527

[5] محمد بن عيسى، جامع الترمذي، رقم الحديث: 1146

Muhammad bin Isa, al-Tirmidhi, Abu Isa, Jami' al-Tirmidhi: 1146

[6] ايضا، رقم الحديث: 1479

Raqam al-Hadith: 1479,

ہے کیونکہ عقل انسان اس کام سے روکتی ہے جو مخالفِ صواب ہو۔[1]

علماءِ اصول فقہ کے نزدیک نھی کی تعریف

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَهُوَ فِي الِاصْطِلَاحِ الْقَوْلُ الْإِنْشَائِيُّ الدَّالُّ عَلَى طَلَبِ كَفٍّ عَنْ فِعْلٍ عَلَى جِهَةِ الِاسْتِعْلَاءِ، فَخَرَجَ الْأَمْرُ؛ لِأَنَّهُ طَلَبُ فِعْلٍ غَيْرُ كَفٍّ، وَخَرَجَ الِالْتِمَاسُ وَالدُّعَاءُ؛ لِأَنَّهُ لَا اسْتِعْلَاءَ فِيهِمَا."

"اصطلاحی طور پر نھی سے مراد یہ ہے کہ برتری کے طریق پر وہ انشائی قول جو فعل سے روکنے پر دلالت کرے۔ اس سے امر نکل گیا کیوں کہ اس میں فعل کا کرنا مطلوب ہوتا ہے اور التماس و دعا نکل گئی کیونکہ اس میں عاجزانہ انداز ہوتا ہے نہ کہ برتری و استعلاء۔"

ابو المعالی الجوینی امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"وَالنَّهْي استدعاء التّرْك بِالْقَوْلِ مِمَّن هُوَ دونه على سَبِيل الْوُجُوب وَيدل على فَسَاد الْمنْهِي عَنهُ"[2]

"نھی قولی طور پر اپنے سے کم تر سے وجوبی طور پر کام نہ کرنے کا مطالبہ ہے اور یہ منھی عنہ کے فاسد ہونے پر دلالت کرتا ہے۔"

نھی سے حرمت ثابت ہوتی ہے

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نھی کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ نھی ظاہری معنیٰ میں تحریم کے لیے ہے۔ اور اس حوالے سے کچھ مؤقفات کا تذکرہ کرنے کے بعد اپنے مؤقف کی دلیل میں آیت "ومانهيتكم عنه فانتهوا" پیش کرتے

---

[1] الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول، (دار الكتاب العربي، الطبعة الأولى 1999)، ج:1، ص: 278

al-Shawkani, Muhammad bin Ali bin Muhammad bin Abdullah al-Yamani, "Irshad al-Fuhul ila Tahqiq al-Haqq min 'Ilm al-Usul," (Dar al-Kitab al-Arabi, Al-Tibah al-Ula, 1999), 1/278.

[2] عبد الملك بن عبد الله بن يوسف بن محمد الجويني، أبو المعالي، ركن الدين، الملقب بإمام الحرمين، الورقات، ص: 15

Abd al-Malik bin Abdullah bin Yusuf bin Muhammad al-Juwayni, Abu al-Ma'ali, Rukn al-Din, al-Maliki bi-Imam al-Haramayn, "Al-Waraqat," Safha 15.

ہیں۔ کیونکہ مذکورہ آیت میں ہے کہ جس سے میں روک دوں اس سے رک جاؤ۔[1]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أصل النهي من رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أن كل ما نهى عنه فهو محرم حتى تأتي عنه دلالة تدل على أنه إنما نهى عنه لمعنى غير التحريم إما أراد به نهيا عن بعض الأمور دون بعض وإما أراد به النهي للتنزيه عن المنهي والأدب والاختيار ولا نفرق بين نهي النبي - صلى الله عليه وسلم - إلا بدلالة عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم"[2]

"نھی کی اصل رسول اللہ ﷺ سے ہے کہ ہر وہ شے جس سے رسول اللہ ﷺ نے روکا ہو وہ حرام ہے حتی کہ کوئی دلیل آئے کہ جو اس بات پر دلالت کرے یہاں تحریم کے علاوہ کوئی اور معنی مراد ہے، نبی کریم ﷺ نے کسی شے سے یا بعض چیزوں کی بنسبت روکا ہو گا یا نھی تنزیہ، ادب اور اختیار کے لیے ہو گی ہم بغیر کسی دلیل کے نبی کریم کی نھی کے بارے میں فرق نہیں کریں گے۔"

ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفيه: أن النهي من قبل الله إذا ورد فحكمه التحريم، إلا أن يزيحه عن ذلك دليل يبين المراد منه"[3]

"نھی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہو تو اس کا حکم تحریم کا ہے الا یہ کہ کوئی دلیل اس اصل معنی

---

[1] أبو عبد الله محمد بن عمر بن التيمي الرازي الملقب بفخر الدين، المحصول، مؤسسة الرسالة، (الطبعة الثالثة، 1997 م)، ج: 2 ,ص: 281

Abu Abdullah Muhammad bin Umar bin al-Taymi al-Razi, known as Fakhr al-Din, "Al-Mahsul," (Mu'assasat al-Risalah, al-Tiba'ah al-Thalithah, 1997 M), 2/281

[2] الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس، كتاب الأم،(بيروت: دار المعرفة، 1990)، ج: 7، ص: 305

Al-Shafi'i, Abu Abdullah Muhammad bin Idris, "Kitab al-Umm," Dar al-Ma'arifah - Beirut, 1990, 7/305.

[3] أبو عمر يوسف بن عبد الله النمري القرطبي، التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، (المغرب: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، 1387هـ)، ج: 4، ص: 141

Abu Umar Yusuf bin Abdullah al-Namari al-Qurtubi, "Al-Tamhid lima fi al-Muwatta min al-Ma'ani wal-Asanid,"(al-Maghrib: Wizarat 'Umum al-Awqaf wal-Shu'un al-Islamiyah, 1387 H): 4/141

سے پھیر دے۔"

نھی کی حرمت کے دلائل

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾[1]

"اور جس چیز سے رسول ﷺ روک دیں اس سے رک جاؤ۔"

اس آیت کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ جس سے رسول ﷺ روک دیں اس سے رک جانا واجب ہے، ورنہ جس سے رسول ﷺ روک دیں اس سے رک جانا مستحب ہو اس پر تو کوئی اختلاف نہیں اور اگر یہی مراد اس آیت کی ہو تو یہ پہلے سے معلوم شے ہے پھر آیت میں خصوصی طور پر اس حکم کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا لہٰذا یہاں اس آیت کا مقصود اس سے ضروری طور پر رکنے کا حکم دینا ہی ہے۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ"[2]

اللہ تعالیٰ نے آدم و حواء علیہما السلام کو درخت کے کھانے سے منع کیا جب وہ اس نھی کے مرتکب ہوئے تو انہیں تنبیہ کی گئی جیسا کہ قرآن کریم میں یہ واقعہ بالتفصیل موجود ہے۔[3]

---

[1] القرآن الكريم، 69: 7

Al-quran, 69: 7

[2] البخاري، صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللهﷺ، رقم الحديث: 7288

al-Bukhar, Sahih al-Bukhari, Kitab al-I'tisam bial-Kitab wal-Sunnah, Bab al-Iqtida' bi Sunan Rasul Allahﷺ, Raqam al-Hadith: 7288

مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الحج، رقم الحديث: 1337

Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Hajj, Raqam al-Hadith: 1337

ابن ماجة، سنن ابن ماجة، رقم الحديث 2

Ibn Majah, "Sunan Ibn Majah," Raqam al-Hadith: 2.

[3] القرآن الكريم،20: 121

Al-quran, 20: 121

ان تمام دلائل کی وجہ سے اہل علم نے نھی کو حرمت پر محمول کیا ہے اور یہی سلف صالحین کا طرز عمل رہا ہے۔[1] لہذا نھی عام طور پر مضارع کے ساتھ "لا" کو ملانے سے بنتی ہے۔ جس کا حقیقی معنی تحریم کا ہے البتہ اس کے ساتھ ساتھ مزید معانی کے لیے مستعمل ہے۔ چونکہ ہمارا موضوع حرمت کے دلائل بیان کرنا ہے اس لیے ذیل میں نھی کی وہ مثالیں پیش کی جارہی ہیں جہاں نھی سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔

پہلی مثال:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[2]

”اور تم آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقہ سے مت کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔“

دوسری مثال:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالعَدلِ وَالإِحسانِ وَإيتاءِ ذِي القُربى وَيَنهى عَنِ الفَحشاءِ وَالمُنكَرِ وَالبَغيِ يَعِظُكُم لَعَلَّكُم تَذَكَّرونَ﴾[3]

”اللہ تم کو حکم دیتا ہے انصاف، احسان اور رشتہ داروں کو (خرچ میں مدد) دینے کا، بے حیائی، نامعقول اور سرکشی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔“

تیسری مثال:

ان آیات میں نہی کا صیغہ یا نھی کے مادہ سے مشتق لفظ استعمال ہوا ہے جو کسی کام سے روکنے پر دلالت کررہا

[1] الشوكاني، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول، ج:1، ص 279

al-Shawkani, "Irshad al-Fuhul ila Tahqiq al-Haqq min 'Ilm al-Usul," 1/279

[2] القرآن الكريم، 2: 181

Al-quran, 2: 181

[3] القرآن الكريم، 16: 90

Al-quran, 16: 90

ہے۔ قرآن کریم میں لائے نھی کا اسلوب محتاط اندازے کے مطابق تین سونوے کے قریب مقامات میں استعمال ہوا ہے، بطور نشاندہی کے زنا سے روکنے کے لیے[1]، یتیم کا مال کھانے سے روکنے کے لیے[2]، غیر اللہ کا نام جس پر لیا گیا ہو اسے کھانے سے روکنے کے لیے[3]، اپنے آپ کو قتل کرنا[4]، فضول خرچی[5]، مشرک عورت سے نکاح کی ممانعت[6]، حالتِ حیض میں بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کرنے کی ممانعت[7]، حالتِ احرام میں شکار سے روکن[8] سمیت بہت سے امور کی حرمت کے بارے میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

احادیث میں اس اسلوب کی مثالیں بھی بکثرت موجود ہیں جیسا کہ بولی لگا کر مال بیچنا[9]، ایک شخص کے سودے

---

[1] القرآن الكريم، 17: 32

Al-quran, 17: 32

[2] القرآن الكريم، 17: 34

Al-quran, 17: 34

[3] القرآن الكريم، 6: 121

Al-quran, 6: 121

[4] القرآن الكريم، 16: 90

Al-quran, 16: 90

[5] القرآن الكريم، 6: 141، 7: 131

Al-quran, 6: 141, 7: 131

[6] القرآن الكريم، 2: 221

Al-quran, 2: 221

[7] القرآن الكريم، 2: 222

Al-quran, 2: 222

[8] القرآن الكريم، 5: 95

Al-quran, 5: 95

[9] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،كتاب الشروط، باب ما لا يجوز من الشروط في النكاح، رقم الحديث: 2723

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Shurut, Bab Ma La Yajuz min al-Shurut fi al-Nikah, Raqam al-Hadith: 2723

پر کسی دوسرے کا سودا طے کرنا اور کسی کے نکاح کے پیغام کے بعد نکاح کا پیغام بھیجنا[1]، سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا اور مردوں کے لیے ریشم کا لباس پہننا[2]، بائیں ہاتھ سے کھانا[3] وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن و سنت میں ایک اور فصیحانہ اسلوب اختیار ہوا ہے کلام بظاہر جملہ خبریہ ہے لیکن اس کے اندر نہی (روکنے) کا مفہوم ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں لائے نھی جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اس پر جزم آتا ہے اور جب لائے نفی فعل مضارع پر داخل ہو تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ نیز معنی کے لحاظ لائے نھی روکنے کے لیے آتا ہے جبکہ لائے نفی کلام میں نفی کا مفہوم بیان کرنے کے لیے آتا ہے، اہل علم نے بہت سے ایسے مقامات کی طرف اشارہ کیا ہے، جہاں لفظوں میں لائے نفی مستعمل ہے لیکن وہاں مفہوم لائے نھی کا ہے، اس قسم کے اسلوب کا مقصد روکنے کے مفہوم مزید پختہ اور موکد کرنا ہوتا چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ﴾[4]

"نہیں تم عبادت کروگے مگر صرف اللہ تعالیٰ کی۔"

مذکورہ آیت میں جملہ خبریہ ہے کیونکہ لائے نھی کے بعد تو جمع کا نون گر جاتا ہے، مگر یہاں معنی "لا تعبدوا" یعنی نہ تم عبادت کرو کا مراد ہے۔ قرآن کریم میں یہ اسلوب متعدد مقامات پر استعمال ہوا ہے۔[5]

قرآن وسنت میں نھی کے تعلق سے کچھ مقامات ایسے بھی ہیں جہاں نفی یا نھی دونوں طرح پڑھنا جائز ہے مگر

---

[1] مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب النكاح، رقم الحديث: 1412

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Nikah, Raqam al-Hadith: 1412

[2] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب آنية الفضة، رقم الحديث: 5633

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Ashriba, Bab Aniya al-Fidha, Raqam al-Hadith: 5633

[3] مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الاشربة، رقم الحديث: 2019

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Ashriba, Raqam al-Hadith: 2019

[4] القرآن الكريم، 2: 83

Al-quran, 2: 83

[5] ديكهيے القرآن الكريم، 2: 84، 24: 2، 56: 79

Al-quran, 2: 84, 24: 2, 56: 79

مفہوم و مراد نھی کی ہے یعنی اگر نفی کا صیغہ تب بھی مراد نھی ہو گی جیسا کہ بیان ہو چکا ایسا ممکن ہے اور اگر نھی کا صیغہ پڑھا جائے پھر تو اشکال ہی کوئی نہ رہے۔ مثال کے طور پر حدیث میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ﴾[1]

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو، اور چوری نہ کرو اور زنا نہ کرو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔"

یہ اسلوب قرآن کریم میں بھی جابجا استعمال ہوا ہے اور یہ اس وقت ہوتا جب ان کے بعد مضارع لا کے ساتھ ملا ہو تو اسے نفی یا نھی دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں یعنی مرفوع حالت میں بھی اور مجزوم بھی مگر معنی نہی کا ہو گا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاۗءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓي اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[2]

"اے پیغمبر! جب آپ کے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے آئیں کہ اللہ کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ اپنے ہاتھ پاؤں پر کوئی بہتان باندھ لائیں گی نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت میں اس بات نبی کریم ﷺ خطاب ہے کہ جب مومن خواتین شرک، چوری، قتل اولاد، بہتان اور نیکی کے امور میں نافرمانی نہ کرنے پر بیعت کریں تو ان سے بیعت کر لیں۔ یہاں ان کے بعد استعمال ہونے والے یہ سارے الفاظ نفی اور نھی دونوں کا احتمال رکھتے ہیں لیکن یہ احتمال لفظ کی حد تک ہے معنی و مفہوم یہی ہے

---

[1] القرآن الكريم، 16: 90

Al-quran, 16: 90

[2] القرآن الكريم، 60: 12

Al-quran, 60: 12

کہ وہ یہ امور نہ کریں۔یہی اسلوب دیگر مقامات پر بھی مستعمل ہوا ہے۔[1]

تیسرا اسلوب:زجر

حرمت کے اثبات میں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ لفظ "زجر" استعمال ہوا ہو۔جس کا معنی ہے "المَنْعُ والنهيُ والانْتِهارُ"یعنی روکنا،ڈانٹنا۔[2] قرآن کریم میں اثبات حرمت کے لیے تو اس لفظ کا استعمال نہیں ملتا البتہ سورۃ الصافات میں جن فرشتوں کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے ان کے اوصاف میں سے ایک یہ بیان ہوا ہے:

﴿فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا﴾[3]

"قسم ہے ڈانٹنے والے فرشتوں کی۔"

اس آیت سے مراد فرشتوں کا شیاطین کو ڈانٹنا یا بادلوں کو ہانکتے وقت انہیں ڈانٹنا مراد ہے۔اس آیت کے ذکر سے یہ تو واضح ہوا کہ قرآن کریم میں یہ لفظ موجود ہے مگر شرعی طور پر کسی کام کی تحریم کے لیے اس لفظ کا استعمال نظر نہیں آتا البتہ تحریم کے دیگر اسالیب میں معنوی طور پر زجر مقصود ہو اس کی امثلہ دی جاسکتی ہیں جہاں تک احادیث میں اس کا استعمال کی بات ہے تو احادیث میں اس کا استعمال لفظی طور پر نظر آتا ہے۔جیسا کہ ایک حدیث میں ہے ابو الزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے کتے اور بلی کی قیمت کے حکم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواباً کہا:

"زجر النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك"[4]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ڈانٹا۔"

اس حدیث میں سیدنا جابر نے انہی الفاظ کے ذریعے اس کمائی کی حیثیت کو واضح کر دیا۔اسی طرح کھڑے پانی

---

[1] دیکھیے القرآن الکریم، 36: 60، 14: 18-19، 68: 23-24

Al-quran, 36: 40, 14: 18-19, 68: 23-24

[2] www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/زجر (Accessed 7 September 2023.)

[3] القرآن الکریم، 37: 2

Al-quran, 37: 2

[4] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب المساقاة، رقم الحديث: 1569

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Musaqah, Raqam al-Hadith: 1569

پیشاب کرنے[1]، کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں[2]، نقلی بال لگوانے کے بارے میں[3] اور ہم جنس پرستی[4] کے بارے میں بھی صحابہ نے یہی الفاظ استعمال کیے ہیں کہ نبی کریم نے اس سے ڈانٹا۔

معنوی طور پر زجر پر دلالت کرنے والے الفاظ

دیگر الفاظ یا حرکات ایسی ہو سکتی ہیں جو معنوی طور پر زجر کے کلمات ہوں۔ ان سے بھی ممانعت ثابت ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر مسجد میں جب ایک دیہاتی آدمی نے قضائے حاجت کی تو بعض صحابہ نے لفظ "مہ مہ" استعمال کیا جو زجر و ڈانٹنے کے لیے استعمال ہوتا ہے ان کا مقصد اس شخص کو اس کام سے روکنا تھا۔[5] جب بعض یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو السام علیک کہا جس کا معنی ہلاکت کا ہے جواباً سیدہ عائشہ نے ان کو کہا: بل علیکم السام والذام۔ یعنی تم پر ہلاکت ہو نبی کریم نے صرف علیکم کہنے کا حکم دیا اور "مہ مہ" کے الفاظ کے ساتھ انہیں روکا۔ یعنی جواب ہمیں نامناسب کلمات کہنے کی ضرورت نہیں صرف علیکم کہہ دیا جائے۔[6] اسی طرح لفظ "ویح" کا

---

[1] أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، بتحقيق شعيب الأرنؤوط، (مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 2001 م)، رقم الحديث: 14668

Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, al-Shaybani, "Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal," bi Tahqiq Shu'ayb al-Arnaut, (Mu'assasat al-Risalah, al-Tiba'ah al-Ula, 2001 M), Raqam al-Hadith: 14668.

[2] مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الاشربة، رقم الحديث: 2024

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Ashriba, Raqam al-Hadith: 2024

[3] ایضا، كتاب اللباس والزينة، رقم الحديث: 2126

Ibid, "Sahih Muslim," Kitab al-Libas wa al-Zinah, Raqam al-Hadith: 2126

[4] أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، بتحقيق شعيب الأرنؤوط، رقم الحديث: 14753

Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, "Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal," bi Tahqiq Shu'ayb al-Arnaut, Raqam al-Hadith: 14753.

[5] مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم الحديث: 285

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Taharah, Raqam al-Hadith: 285

[6] ایضا، كتاب السلام، رقم الحديث: 2165،

Kitab al-Salam, Raqam al-Hadith: 2165.

استعمال ہے۔[1] نیز لفظ "کخ کخ " ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما صدقہ کو ایک کھجور کھانے کے حوالے سے روکتے ہوئے یہ کلمات استعمال فرمائے[2] جس سے واضح ہے کہ اہل بیت پر صدقہ حرام ہے۔

۴۔ چوتھا اسلوب: لفظ روکنے کے لیے استعمال ہونے والے کلمات

شرعی نصوص میں استعمال ہونے والے متعدد ایسے الفاظ بظاہر امر کا صیغہ ہوتے ہیں ان کے معنی میں رک جانے کا مفہوم ہوتا ہے، ان سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں سے چند الفاظ ذیل میں درج ہیں:

1۔ لفظ انتھوا

قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو عقیدہ تثلیث سے روکتے ہوئے حکم دیا:

﴿اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ﴾[3]

"باز آجاؤ یہ تمہارے لیے ہی بہتر ہے۔"

حدیث میں ہے کہ شیطان وسوسہ ڈالتے ہوئے کہتا ہے کہ فلاں شے کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ حتی کہ وہ وہ یہ بات دل میں ڈالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہ وسوسہ آئے تو تعوذ پڑھے اور اس خیال سے باز آجائے۔[4] اس حدیث میں لفظ "ولینته " کے ذریعے سے اس کام سے روکا گیا۔

---

[1] ایضا، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 66

Kitab al-Iman, Raqam al-Hadith: 66.

[2] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،كتاب الزكاة، باب ما يذكر في الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم وآله، رقم الحديث: 1491

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Zakat, Bab Ma Yذkر fi al-Sadaqah li al-Nabi صلى الله عليه وسلم wa Ahlihi, Raqam al-Hadith: 1491.

[3] القرآن الكريم، 4: 171

Al-quran, 4: 171

[4] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،كتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، رقم الحديث: 3276

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab Bada' al-Khalq, Bab Sifat Iblis wa Junudih, Raqam al-Hadith: 3276

مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم الحديث: 134،

2۔ اجتنبوا

قرآن کریم میں شراب، جوا، آستانے اور جوے کے تیر سے روکتے ہوئے لفظ"فَاجْتَنِبُوْهُ"استعمال کیا جس کا معنی ہے اس سے اجتناب کرو۔ حدیث میں شرک، جادو، دوران جنگ میدان چھوڑ کر بھاگ جانا، تہمت جیسے بڑے بڑے مہلک گناہوں سے روکتے ہوئے یہی لفظ استعمال کیا۔[1] جس سے معلوم ہوا کہ اس لفظ سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

3۔ اعتزلوا

اس لفظ کا مفہوم ہے کہ علیحدہ رہو۔ قرآن کریم میں شوہر کو بیوی سے اس کے مخصوص ایام میں ازدواجی تعلقات سے روکتے ہوئے یہی الفاظ استعمال ہوئے[2] جس سے ان دنوں میں ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔بہر حال اس قسم کے الفاظ سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

پانچواں اسلوب: کسی کام کو گناہ قرار دیا جائے۔

کسی کام کو گناہ قرار دینا، کبیرہ گناہ قرار دینا جیسا کہ عربی میں اس کے لیے ذنب، اثم، کبیرہ، کبائر، منکر، فسوق، فسق، جناح جیسے الفاظ استعمال ہوں جو اس کے گناہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور گناہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شرعی طور پر وہ کام حرام ہے۔جیسا کہ بعض احادیث میں شرک، قتلِ اولاد اور پڑوسی کی بیوی سے زنا کی حرمت[3]

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Iman, Raqam al-Hadith: 134.

[1] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،كتاب الوصايا، باب قول الله تعالى: {إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما، رقم الحديث: 2766

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Wasaya, Bab Qawl Allah تعالى: {إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما}, Raqam al-Hadith: 2766.

مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم الحديث: 89

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Iman, Raqam al-Hadith: 89.

[2] القرآن الكريم، 2: 222

Al-quran, 2: 222

[3] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،كتاب تفسير القرآن، باب قوله تعالى: {فلا تجعلوا لله أندادا وأنتم تعلمون} [البقرة: 22]، رقم الحديث: 4477

اور ظلم، رشتے داری کو توڑنے کی حرمت کے بیان کے لیے لفظ "ذنب" استعمال ہوا۔[1] ایک حدیث میں شرک، والدین کی نافرمانی، جھوٹی گواہی کے لیے اکبر الکبائر کے الفاظ مستعمل ہیں۔[2] قرآن کریم میں گواہی کے چھپانے پر اثم سے اسم فاعل آثم استعمال ہوا۔[3] نمازی کے آگے سے گزرنے والی حدیث پر امام بخاری نے اثم کا لفظ استعمال کیا۔[4] قرآن کریم میں پچیس کے قریب آیات میں لفظ جناح کی نفی کے ساتھ مختلف امور کی اباحت کو بیان کیا گیا ہے۔ جن میں سے دس کے قریب تو صرف سورۃ البقرہ میں ہیں۔[5] سورۃ النساء میں پانچ[6]، سورۃ النور میں چار[7]، سورۃ الاحزاب میں تین[8]، سورۃ المائدہ، سورۃ الاسراء اور سورۃ الممتحنہ میں ایک ایک مقام پر یہ اسلوب موجود ہے۔[1]

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab Tafsir al-Quran, Bab Qawl Allah تعالى: {فلا تجعلوا لله أندادا وأنتم تعلمون} [البقرة: 22], Raqam al-Hadith: 4477.

[1] أبو داود، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني،سنن أبي داود، كتاب الأدب،باب في النهي عن البغي, رقم الحديث: 4902

Abu Dawood, Sulaiman bin al-Ash'ath al-Sijistani, "Sunan Abi Dawood," Kitab al-Adab, Bab Fi al-Nahi 'an al-Baghi, Raqam al-Hadith: 4902.

[2] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،كتاب تفسير القرآن، باب قوله تعالى: {فلا تجعلوا لله أندادا وأنتم تعلمون} [البقرة: 22]، رقم الحديث: 5976

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab Tafsir al-Quran, Bab Qawl Allah تعالى: {فلا تجعلوا لله أندادا وأنتم تعلمون} [البقرة: 22], Raqam al-Hadith: 5976.

[3] البقرہ ؛ 283

Al-quran, 2: 283

[4] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،كتاب الصلاة،باب إثم المار بين يدي المصلي، رقم الحديث: 510

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Salat, Bab Ithm al-Mar bain Yad al-Musalli, Raqam al-Hadith: 510.

[5] القرآن الكريم، 2: 158، 198، 229، 230، 233، 234، 235، 236، 240۔

Al-quran, 2: 158, 198,229,230,233-236,240

[6] القرآن الكريم، 4:23، 24، 101، 102، 128۔

Al-quran, 4: 23,24,101,102,108

[7] القرآن الكريم، 24: 29، 58، 60، 61

Al-quran, 24: 29, 58, 60, 61

[8] القرآن الكريم، 33: 5، 51، 55

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "جناح" کا کسی معاملے کے بارے میں اثبات ہونے سے اس معاملے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

چھٹا اسلوب: کام کرنے والے یا کام پر مذمت کرنا وغیرہ

کسی کام پر مذمت بھی اس کام کے حرام ہونے کی دلیل ہے کیونکہ شریعت حرام کام پر ہی مذمت کی جاتی ہے۔لہذا وہ کام حرام ہو گا۔وہ یا تعبیرات جو مذمت دلالت کرتی ہیں ان میں سے جیسے لفظ "بئس "" جس کا معنی "برا ہونا" ہے۔[2] یا لفظ عدوان، سوء، ظلم جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہوں۔[3] یا شر کے الفاظ استعمال ہوئے ہوں یا اسے نافرمانی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے تعبیر کیا گیا ہو۔[4]

کسی کام یا اس کے کرنے والے کو کفر سے[5]، بہائم سے[6]، شیطان[7] وغیرہ سے تشبیہ دے کر مذمت کی گئی ہو۔

مذمت کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ پہلے معلوم شدہ حرام کام سے کسی کام کو موسوم کر کے اس کی مذمت اور

Al-quran, 33: 5, 51: 55

1 القرآن الكريم، 5: 93، 17: 24، 60: 10۔

Al-quran, 5: 93, 17: 24, 60: 10

2 القرآن الكريم، 62: 5

Al-quran, 5: 62

3 النسائي، سنن النسائی، رقم الحديث: 170

al-Nasai, "Sunan al-Nasai," Raqam al-Hadith: 170.

4 مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب النكاح، رقم الحديث: 1432

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Nikah, Raqam al-Hadith: 1432.

5 القرآن الكريم، 5: 51

Al-quran, 5: 51

6 محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الهبة و فضلها، باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها، رقم الحديث: 2589

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Hibah wa Fadliha, Bab Hibat al-Rajul li-Imra'atihi wa al-Mar'ah li-Zawjiha, Raqam al-Hadith: 2589.

7 القرآن الكريم، 17: 27

Al-quran, 17: 27

حرمت کو بیان کیا گیا ہو جیسا کہ زنا ایک حرام کام ہے یہی لفظ آنکھوں سے ناجائز دیکھنے، زبان سے فحش یا اس قبیل کی بات بولنے کے لیے بھی زنا کا لفظ استعمال ہوا جسے وہ تمام امور جو زنا سے متعلقہ ہوں یا سبب بنیں آنکھوں سے ادا ہوں یا کسی اور عضو سے حرام ہیں۔[1]

چوری حرام کام ہے یہی لفظ استعمال ہوا ہے نماز میں رکوع و سجود مکمل طور پر ادا نہ کرنے والے کے لیے اسے چور کہہ کر اس معاملے کی شناعت و قباحت اور حرمت کو بیان کیا گیا ہے۔[2]

ساتواں اسلوب: کسی کام پر وعید کا ذکر

کسی کام کی حرمت کا ایک اسلوب یہ ہے کہ اس بارے میں اخروی سزا کا بیان ہوتا ہے جس کے لیے وعید کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس کام کا مرتکب سزا کا مستحق قرار پاتا ہے، اب ایسا کام جس کا انجام سزا ہے وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ لہذا سزا کا بیان اس کی حرمت کو واضح کر دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اخروی سزا کا بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾[3]

”جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں۔ درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔“

---

[1] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، رقم الحديث: 6243

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Isti'dhan, Bab Zina al-Jawarih Dun al-Faraj, Raqam al-Hadith: 6243.

مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب القدر، رقم الحديث: 2657

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Qadr, Raqam al-Hadith: 2657.

[2] أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، بتحقيق شعيب الأرنؤوط، رقم الحديث: 11532

Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, "Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal," bi Tahqiq Shu'ayb al-Arnaut, Raqam al-Hadith: 11532

[3] القرآن الكريم، 4: 10

Al-quran, 4: 10

اس آیت میں یتیموں کے مال کی حرمت کا ذکر ہے اور اس کے حرام ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد "وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيرٗا" سے اس کے ارتکاب پر سزا سنائی۔

دھوکہ دینے والے کی ایک سزا کا بیان ہوا ہے کہ قیامت کے دن خاص قسم کا جھنڈا جو بطور سزا ہوگا۔[1]

۸۔ آٹھواں اسلوب: کسی کام کے کرنے پر کفارہ کا واجب ہونا

کسی کام کے ارتکاب کرنے پر شریعت نے کفارہ واجب کیا ہو تو ایسا کام بھی حرام ہوگا کیوں کہ کفارہ بطور سزا کے اس پر لاگو ہوا ہے تو اس طرح سزا کا ہونا دلیل ہے کہ یہ کام منع تھا اور اس کی ممانعت بھی حرمت کے درجے کی تھی۔ اگر یہ حرام نہ ہوتا تو شریعت اس پر کفارہ کے طور پر سزا مقرر نہ کرتی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں قسم توڑنے کا کفارہ بیان ہوا ہے کہ دس مسکینوں کو متوسط درجے کا کھانا یا لباس یا غلام آزاد کرنا جس کے لیے یہ ممکن نہ ہو وہ تین روزے رکھ لے۔[2] لہذا قسم توڑنا جائز نہیں۔ اور ظہار کا کفارہ بیان ہوا ہے کہ غلام آزاد کیا جائے یا لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے جائیں یہ ممکن نہ ہو تو ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔[3] مذکورہ کفارے سے ظہار کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور حرمت کی دلیل ظہار پر کفارے کا واجب ہونا ہے۔ اگر ظہار حرام نہ ہوتا تو اس پر بطور سزا کفارہ واجب نہ ہوتا۔ معلوم ہوا کہ کسی کام پر کفارہ واجب ہو تو ایسا کام حرام ہوگا اس پر حرمت کی دلیل کفارہ کو بطور سزا واجب کرنا ہے۔

۹۔ نواں اسلوب: کسی جرم کے ارتکاب کی وجہ سے حد نافذ ہونا

جن امور سے تحریم ثابت ہوتی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی کام کی وجہ سے شریعت نے حد مقرر کی

---

[1] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الجزية، باب إثم الغادر للبر والفاجر، رقم الحديث: 3186

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Jizyah, Bab Ithm al-Ghadir lil-Barr wa al-Fajir, Raqam al-Hadith: 3186.

[2] القرآن الكريم، 5: 89

Al-quran, 5: 89

[3] القرآن الكريم، 58: 3-4

Al-quran, 58: 3-4

ہو جیسا کہ چوری کی حد یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں[1]، شادی شادی زانی کی سزا اسے رجم کرنا[2] جبکہ کنوارے کو سو کوڑے اور جلاوطن کرنا ہے۔[3] تہمت لگانے کی وجہ سے حد قذف یعنی اسی کوڑے لگائے جائیں۔[4] بعض سزائیں تعزیری ہوتی ہیں جو اسلامی مملکت کا حاکم بوقتِ ضرورت لگا سکتا ہے۔ بہر حال حدود کا مقرر ہونا ان اعمال کے حرام ہونے کو واضح کر دیتا ہے بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک حرام ہو اور اس کی سزا بھی مل رہی ہو۔

۱۰۔ دسواں اسلوب: لا ينبغي کا صیغہ

حرمت کے صیغوں میں سے ایک صیغہ "لا ينبغي" ہے یا ایسے لفظ جس میں کسی کام کے بارے میں بیان کیا جائے کہ یہ شایان شان نہیں۔ جب شریعت کی طرف سے کسی کام پر لاينبغي کہہ کر روکا جائے تو یہ بھی اس کام کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں اس بات سے روکا گیا کہ کوئی شخص اللہ کے عذاب جیسا عذاب دے۔[5] یہ روکنا اسی اسلوب کے ساتھ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مومن کے لائق نہیں کہ وہ بہت

---

[1] القرآن الكريم، 5: 38

Al-quran, 5: 38

[2] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، رقم الحديث: 2695

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab al-Sulh, Bab Idha Istahtamu 'ala Sulh Joor fa al-Sulh Mardud, Raqam al-Hadith: 2695.

مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الحدود، رقم الحديث: 1697

Muslim bin al-Hajjaj, "Sahih Muslim," Kitab al-Hudud, Raqam al-Hadith: 1697.

[3] القرآن الكريم , 24: 2،

المسلم، صحيح مسلم، رقم الحديث: 1690

Al-quran, 24: 2

Al-Muslim. Al-sahih muslim: 1690

[4] القرآن الكريم، 5: 4

Al-quran, 5:4

[5] أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، بتحقيق شعيب الأرنؤوط، رقم الحديث: 4018

Ahmad bin Muhammad bin Hanbal, "Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal," bi Tahqiq Shu'ayb al-Arnaut, Raqam al-Hadith: 4018.

زیادہ لعن طعن کرنے والا ہو وہاں بھی یہی الفاظ استعمال ہوئے۔[1]

اسی طرح اگر کسی فعل پر ماکان لھم، لم یکن لھم جیسے الفاظ آجائیں تو یہ بھی حرمت پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں مشرکین کے لیے استغفار کرنے کی حرمت کا بیان ہے اور جو اسلوب اختیار کیا گیا وہ "ماکان" کے الفاظ کو استعمال کرکے حرمت کو ثابت کیا گیا ہے۔[2] ایک حدیث میں اللہ کی تکذیب کے حرام ہونے کا بیان ہے اور اس کے لیے "لم یکن" کے الفاظ سے حرمت کو بیان کیا گیا ہے۔[3] ان سے واضح ہوا کہ ماکان، لم یکن جیسے الفاظ حرمت پر دلالت کرتے ہیں جیسے مذکورہ مثالوں میں اللہ کی تکذیب او مشرکین کے لیے استغفار کے حرام ہونے کا ذکر ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ یہ دونوں فعل حرام ہیں اور حرمت ماکان اور لم یکن سے ثابت ہو رہی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ الفاظ حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔

۱۱۔ گیارواں اسلوب: لایحل کے لفظ سے کسی فعل کا ذکر

"لایحل" بھی ان الفاظ میں سے ہے کہ جن سے حرمت ثابت ہوتی ہے جب کسی کام پر "لایحل" کہا جائے وہ کام حرام ہو گا کیونکہ اس لفظ کے ذریعے سے حلت کی نفی ہے کہ فلاں کام حلال نہیں اور حلال کی ضد حرام ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ناپسندیدگی اور زبردستی عورت کو زیر دست رکھنے سے روکنے کے لیے اس کام کے حلال ہونے کی نفی کر دی جس سے اس کا حرام ہونا واضح ہے۔[4] یہی اسلوب تین طلاقیں پوری ہو جانے کے بعد

---

[1] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، الأدب المفرد، رقم الحديث: 309

Muhammad bin Ismail, "Al-Adab al-Mufrad," Raqam al-Hadith: 309.

[2] القرآن الكريم، 9: 113

Al-quran, 9: 113

[3] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب تفسير القرأن، باب {وقالوا اتخذ الله ولدا سبحانه} [البقرة: 116]، رقم الحديث: 4482

Muhammad bin Ismail Abu Abdullah al-Bukhari al-Ja'fi, "Sahih al-Bukhari," Kitab Tafsir al-Quran, Bab {Wa Qalu Atakhadha Allahu Waladan Subhanahu} [Al-Baqarah: 116], Raqam al-Hadith: 4482.

[4] القرآن الكريم، 4: 119

Al-quran, 4: 119

بیوی کے شوہر پر حرام ہونے[1]، حدیث میں تین دن سے زائد قطع تعلقی کی حرمت، عورت کے ایک دن ورات کی مسافت کے برابر اکیلے بغیر محرم کے سفر کرنے[2]، شوہر کے علاوہ کسی کی وفات کے بعد تین دن سے زائد سوگ منانا اور زیب وزینت چھوڑ دینا[3]، ان سب کے لیے اسی اسلوب میں حرمت آئی ہے۔

خلاصہ ونتائجِ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ گیارہ اسالیب بیان ہوئے ہیں جن کے ذریعے سے کسی کام کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے۔ زیر نظر مضمون کی روشنی میں قرآن و سنت میں تحریم کے مختلف اسالیب ملتے ہیں مثلاً لفظِ حرام کے استعمال کے ذریعے سے مختلف امور کی حرمت کو بیان کیا گیا۔ بہت سے امور کے بارے میں واضح طور پر نھی (روکنے کے صیغے) کا استعمال ہوئی ہے۔ کئی امور کے بارے میں زجر کے ذریعے سے ان امور کے منع آئی۔ شرعی نصوص میں ایک اسلوب یہ بھی نظر آتا ہے کہ ایسے الفاظ کے ساتھ تحریم آئی ہے جو الفاظ کسی کام سے رکنے پر دلالت کرتے ہوں جیسے لفظ اجتنبوا ، انتهوا ، اعتزلوا غیرہ۔ یا شریعت میں کسی کام کو گناہ قرار دیا جائے اس کام کے معصیت ہونے کو بیان کیا جائے یا کسی کام کے کرنے پر مذمت بیان ہو یا دنیاوی یہ اخروی وعید کا تذکرہ ہو یا کسی کام کی ادائیگی کی وجہ سے شریعت میں کفارہ متعین کیا گیا ہو یا دنیاوی سزا مقرر کی گئی ہو یا ایسے الفاظ استعمال کرکے اس کی نفی بیان کی گئی کہ جس میں اس کی حلت کی نفی موجود ہو جیسے لایحل یا اس قسم کے الفاظ ہوں۔ یا لاینبغی جیسے الفاظ استعمال کرکے اس کی تحریم بیان ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ شرعی نصوص میں بیانِ تحریم کے لیے فقط یہی اسالیب نہیں ہیں دوسرے لفظوں میں تحریم صرف انہی اسالیب میں منحصر نہیں بلکہ مزید ان کے علاوہ کچھ ذیلی اسلالیب موجود ہیں جن سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ جس کی تفاصیل کتبِ اصول فقہ، کتبِ فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے اور مزید پر تتبع و

---

[1] القرآن الكريم، 2: 230

Al-quran, 2: 203

[2] محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، أبواب تقصير الصلاة، باب: في كم يقصر الصلاة، رقم الحديث: 1088

Muhammad bin Ismail, "Sahih al-Bukhari," Kitab Abwab Taqseer al-Salat, Bab: Fi Kam Yaqsur al-Salat, Raqam al-Hadith: 1088.

[3] ايضا، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، رقم الحديث: 1280

Ibid, Kitab al-Jana'iz, Bab Ihdad al-Mar'ah ala Ghair Zawjiha, Raqam al-Hadith: 1280.

استقراء کے ساتھ مزید اسالیب پر بھی مطلع ہوا جاسکتا ہے۔ ان اسالیب کی معرفت سے محرم امور کی معرفت و درجہ بندی اور دیگر متعلقات کو جاننے میں مدد ملے گی۔ نیز ان کے ذریعے سے شرعی نصوص میں حلت و حرمت کے مزاج کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔